القولِ الانور

فی مناقب الصدیق الاکبر

(جلد دوم)

الحمد للہ جامعۃ المدینہ فیضان بخاری درجہ سادسہ 6th year کے طلباء کرام کا مسلمانوں کے پہلے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک سیرت کے مختلف پہلوؤں پر خوشبودار گلدستہ

پیشکش درجہ سادسہ جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری

فہرست

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وصال

از: محمد عاقب ابراہیم

مرض وفات اور صدیق اکبر:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کسی سبب سے ہوئی اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔

(1) آپ رضی اللہ عنہ کو کوئی قلبی مرض لاحق تھا اور اسی کے سبب آپ کا وصال ہوا۔ (الریاض النضرا ج، ص۳۵۸)

(2) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مرض کی ابتداء سردی میں غسل کرنے کے باعث بخار کی شکل میں ہوئی جو پندرہ دن متواتر رہا اس دوران آپ نماز بھی نہ پڑھا سکے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو اپنی جگہ امامت کے لیے مقرر فرمایا۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ دن بدن بیمار ہوتے گئے آپ بیماری میں یہ آیت مبارکہ پڑھتے رہتے تھے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ (۷۲۱:۱۰) ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

(المعارف الابن النبیۃ من اللہ الریاضي النضر فرج من ۲۵۸)

(3) آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو کھانے میں زہر دیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت سیدنا حارث بن کلدہ رضی عنہ نے خزیرہ (یعنی گوشت اور آٹے سے تیار کیا جانے والا) کھانا کھایا جو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی عنہ کو تحفہ کے طور پر کسی نے بھیجا تھا۔ اس کے بعد یہ دونوں علیل رہنے لگے اور سال گزرنے پر دونوں ایک ہی ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے۔" (اسد الغابۃ عبد اللہ بن عثمان، وفاتہ ج۳، ص۳۲۰)

تینوں اقوال میں مطابقت

ان اقوال میں تعارض یعنی ٹکراؤ نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے وفات شریف میں تینوں اسباب جمع ہو گئے ہوں۔ (نزهۃ القاری ج ۲، من (۸۰)

آپ کی وفات کا سبب حقیقی

امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق رسول باکمال و بے مثال کی دولت لازوال سے کس قدر مالا مال تھے، آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے شب وروز کے احوال، بی بی آمنہ کے لال، پیکر حسن وجمال صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے عشق بے مثال کا مظہر اتم (یعنی کامل ترین اظہار) ہیں۔ امی نبی، رسول ہاشمی کی مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی مبارک زندگی میں سنجیدگی زیادہ غالب آگئی اور (تقریبا 2 سال کچھ ماہ پر مشتمل) اپنی بقیہ زندگی کے لیل و نہار (یعنی دن رات گزارنا انتہائی دشوار ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ یاد سرکار نامدار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میں بے قرار رہنے لگے، چنانچہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: كَانَ سَبَبُ مَوْتِ أَبِي بَكْر مَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِسْمُهُ يَجْرِي حتی منات حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب حقیقی نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وصال ظاہری تھا۔ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد سے آپ رضی اللہ عنہ کا بدن مسلسل گھلنے لگا، اور بالآخر آپ رضی اللہ عنہ بھی دنیا سے وصال فرما گئے۔"

مر ہی جاؤں میں اگر اس در سے جاؤں دو قدم

کیا بچے بیمار غم قرب مسیحا چھوڑ کر

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال عنہ بیمار ہوئے تو لوگ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عیادت کے لیے آئے اور عرض کرنے لگے: "کیا ہم آپ کے لیے طبیب نہ لائیں جو آپ کا معائنہ کرے؟ آپ نے فرمایا: "ایک طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: "اس نے آپ کے مرض کے بارے میں کیا کہا؟ آپ نے فرمایا: وہ کہتا ہے: میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ (اے العامہ، عبد اللہ بن عثمان زھد، و تواضعہ والفاقہ ج ۳ میں ۳۳۲)

مراد یہ تھی کہ حکیم اللہ عامل ہے، جو اس کی مشیت یعنی مرضی ہے وہ ضرور ہوگا، یہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعال علم کا توکل صادق تھا اور آپ رضی اللہ عنہ رضائے حق پر راضی تھے۔

غسل دینے کی وصیت

انتقال سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو آپ کی زوجہ حضرت سیدتنا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا غسل دیں۔ لہٰذا آپ کی وصیت کے مطابق بعد انتقال آپ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے وصیت کے مطابق آپ کو غسل دیا۔ آپ کے فرزند حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور ایک روایت کے مطابق حضرت سیدنا محمد بن ابی بکر نے پانی ڈالا۔ کفن پہنانے کے بعد آپ کو اسی مبارک چارپائی پر لٹایا گیا جس پر دو عالم کے مالک و مختار، مکی مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ چارپائی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی تھی۔ یہ ساج" کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی جس پر روغن بھی کیا ہوا تھا۔ بعد میں جب حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ کی میراث فروخت ہوئی تو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے کسی نے اسے چار ہزار درہم میں خرید کر لوگوں کی زیارت کے لیے وقف کر دیا۔

محبوب سے محبت کا انوکھا انداز

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو فرمانے لگے: "آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: آج پیر ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کس روز ہوا تھا؟ ہم نے کہا: "پیر کے روز۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "میں چاہتا ہوں کہ آج رات تک دنیا سے رخصت ہو جاؤں تاکہ میرے ہم وصال کی اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یوم وصال کے ساتھ موافقت ہو جائے) بوقت وصال آپ کے جسم مبارک پر ایک ہی کپڑا تھا جس میں سرخ مٹی کے دھبے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: جب میں رحلت کر جاؤں تو یہ کپڑا دھو دینا اور دو کپڑے مزید ساتھ ملا کر کفن تیار کر لینا۔ میں نے عرض کی: یہ تو پرانے کپڑے ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "نئے کپڑے میت کے مقابلے میں زندہ کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔ چنانچہ پیر کی رات آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور آپ کو صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین الحدیث: ۱۳۸۷ج)، من ۱۸ سالھا)

نزع کے وقت آپ کی کیفیت

جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ آپ پر نزع کی کیفیت طاری ہے، انہوں نے اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے کہا: "آہ! جب ایک روز مجھ پر بھی یہی نزع کا عالم طاری ہوگا۔ یہ کہتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر

رقت طاری ہو گئی۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی! اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اللہ کا ارشاد ہے: ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ ترجمہ کنز الایمان: اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (الریاض النصر بارج)، میں ۱۵۰)

آخری کلمات طیبہ

حالت نزع میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے جو کلمات ادا ہوئے وہ یہ تھے: "رب تَوَفَّنِي مُسْلِماً وَالْحِقْنِي بالصَّالحين یعنی اے پاک پروردگار! مجھے اسلام پر موت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا۔ اور کچھ دیر بعد ہی آپ دار الفنا سے دار البقا کی طرف کوچ فرما گئے۔ (الریاض النضرۃ رج) رم (۲۵۸)

آپ کے والد کے تاثرات

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت سیدنا ابو قحافہ مکہ مکرمہ میں بقید حیات تھے جب انہیں اس سانحہ کی اطلاع ملی تو فرمانے لگے: "بخدا یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ اس کے بعد آپ کچھ ماہ اور کچھ دن زندہ رہے اور محرم الحرام کی چودہ تاریخ (بمطابق ۱۰ مارچ ۱۳۵ عیسوی) کو مکہ مکرمہ میں تقریباً ۹۷ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ (الریاضي التنظیرۃ (ج) رم (۲۹۳)

صدیقِ اکبر محافظِ عقیدہ ختمِ نبوت

از: محمد افنان عطاری

ختمِ نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریاتِ دین میں شمار کئے گئے ہیں، اور عہدِ نبوت سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں، قرآن مجید کی کئی آیاتِ کریمہ، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے. حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے کئی جنگیں لڑی گئی، جن میں کئی صحابہ شہید ہوئے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین رحمۃ اللہ علیہ کی تعداد بارہ سو ہے جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے. رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی. اسلام کی باقی تمام جنگوں میں کفار کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں وغیرہ کو نقصان نہیں پہنچایا گیا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ان مرتدین کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں کو بھی ختم کر دیا جائے. اس سے ختمِ نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے.

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا. اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسئلہ ختمِ نبوت کی عظمت و اہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے.

علماء کرام رَحِمَهُمُ اللہ السَّلَام فرماتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب نے سرکار صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے کئی معجزات دیکھے تھے، لہٰذا اس نے بھی اپنی نبوت کی سچائی کے لیے ویسا ہی کرنا چاہا لیکن اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قدرت دیکھئے کہ وہ

سارے معاملات اس کے دعوے کے الٹ ہوجاتے حتیٰ کہ اگر وہ کسی کی عمر درازی کی دعا کرتا تو وہ شخص اسی وقت مر جاتا، اگر کسی شخص کی آنکھوں کی روشنی کے لیے دعا کرتا تو وہ بالکل نابینا ہوجاتا، اگر کنویں میں پانی کی کثرت کے لیے تھوک ڈالتا تو پانی غائب ہوجاتا، کسی آنکھوں والے کی آنکھ میں تھوکتا تو وہ اندھا ہوجاتا، کسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرتا تو اس کا دودھ ختم ہوجاتا اور وہ تھن سوکھ جاتا، کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا تو وہ بالکل گنجا ہوجاتا۔ ایک دفعہ ایک شخص کے دو بیٹوں کے لیے برکت کی دعا کی جب وہ اپنے گھر آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ایک کنویں میں گر گیا ہے اور دوسرے کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے۔ بہرحال اس ملعون کے ایسے کرتوتوں کے باوجود کئی لوگ اس کی اتباع میں لگ گئے اور اس سے بیزار نہ ہوئے چونکہ جاہلوں کی اس جماعت میں غرض کے بندے تھے اور دنیوی اغراض کے ماتحت اس کے پیچھے لگ گئے۔

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنے والے سب سے پہلے خلیفہ ہونے کا شرف ملا، خلیفہ بننے کے بعد آپ نے کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرنے سے بھی پہلے ترجیحی بنیاد پر نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے خبیث مسیلمہ کذاب اور اس کے دیگر مرتد ساتھیوں کو کُچلا اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو درس دیا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کرنا ان کی اوّلین ترجیح ہونی چاہئے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنے اور اسے آگے پہچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

افضلیت صدیق اکبر اور ہمارے اسلاف

از: محمد نفیس عطاری

اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء ورسل ورسل ملائکہ علیہم السلام کے بعد سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں۔ ان کے بعد عمر فاروق اور ان کے بعد عثمان غنی اور ان کے بعد حضرت علی المرتضی ہیں۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ

فاروق اعظم رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں, ہم میں سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہم میں سب سے محبوب ہیں۔ (سنن ترمذی)

مفتری کی سزا

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل سیدنا صدیق اکبر ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے دوسری بات کی تو وہ مفتری یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی یہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے۔ (کنز العمال, کتاب الفضائل)

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ

حضرتِ سیدنا اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا: کہ اس امت میں سرکار دو جہاں کے بعد سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمرِ فاروق اور ان کے بعد حضرت عثمانِ غنی اور پھر میں (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۵۷)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں سب سے افضل ابو بکر صدیق کو شمار کرتے اور ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب اور اور پھر عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شمار کرتے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائلِ اصحابِ نبی)

افضلیتِ صدیقِ اکبر بزبانِ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرتِ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبیِ کریم رؤوف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا کہ نبی کے علاوہ تمام لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر ہیں۔ (جمع الجوامع، الھمزہ مع الباء)

حضرت سیدنا صدیقِ اکبر بزبانِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیدنا امامِ اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیائے کرام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل صدیقِ اکبر پھر حضرت عمرِ فاروق پھر حضرت عثمان بن عفان پھر علی بن ابی طالب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ہیں۔ (شرح الفقہ الکبر، ص ٦١)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام مالک رحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سیدنا امام مالک سے پوچھا گیا: انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا: حضرت سیدنا صدیقِ اکبر اور پھر سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ۔ (الصوائق المحرسۃ)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامِ برحق حضرت سیدنا صدیقِ اکبر پھر حضرت سیدنا عمرِ فاروق پھر حضرت سیدنا عثمان بن عفان اور پھر حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں.. (احیاء العلوم، کتاب قوائد العقائد)

افضلیتِ صدیق اکبر بزبانِ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں: اھل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سب صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے افضل حضرت سیدنا صدیقِ اکبر اور پھر سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

افضلیتِ صدیق اکبر بر قول مولا علی

از: احمد رضا خان عطاری

تمام ادیان کے مقابلے میں ہمارا نام مسلمان جبکہ اسلام میں موجود فرقوں میں امتیاز کے لئے ہم اہلسنت و جماعت کہلاتے ہیں. کیونکہ اہلسنت ہی تمام عقائد میں اعتدال رکھتے ہیں یعنی جس کا جو مقام ہے اسے وہی دینا اس مذہب کی نمایاں خوبیوں میں سے ہے. جو خدائے ذوالجلال کی بندگی کے ساتھ دل میں سید الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا الاؤ روشن کیے رکھتے ہیں. محبتِ اہلبیت کے ساتھ عشقِ صحابہ کا بھی دم بھرتے ہیں. علمائے اجلہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ اولیاء کرام کا ادب واحترام بھی بجالاتے ہیں.

جبکہ اس کے برعکس بعض نے توحید کی آڑ میں انبیاء پر طعن کیا محبت اہلبیت کے نام پر صحابہ کرام سے بغض کیا. اور اپنے ان عقائدِ فاسدہ کو ثابت کرنے کے لیے من گھڑت اور جھوٹی روایات کا بھی سہارا لیا. اور یوں حق کو باطل کے ذریعے مٹانے کی تگ ودو کرتے رہے مگر پھر بھی مسلکِ حق اہلسنت وجماعت کو کمزور ثابت نہ کر سکے.

انہی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہے. جو تمام مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے. جسے باطل قرار دینے کے لیے کبھی افضلیت کا سرے سے ہی انکار کر دیا تو کبھی اسے خلافتِ ظاہرہ تک محدود کر دیا. اور اولیت و افضلیت کا حق دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ثابت کیا.

مگر جب اہلسنت نے خود مولائے کائنات شیرِ خدا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضراتِ شیخین کریمین کا مدّاح اور ان کے فضائل و مناقب بیان کرتا ہوا ثابت کیا تو باطل کے تمام محلات منہدم ہو گئے اور اس کے دکھائے گئے سراب کی حقیقت سب پر آشکار ہو گئی.

آئیں ہم بھی افضلیتِ صدیق اکبر بر قول مولا علی جانتے ہیں تاکہ یہ عقیدہ ہمارے قلوب واذہان میں مزید پختہ ہو جائے اور دارین کی سعادتیں حاصل ہو جائیں.

• حضرت علی المرتضی نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ: ابو بکر اور عمر اگلے اور پچھلے جنتی بوڑھوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اے علی انہیں مت بتانا۔

اس حدیث کو سیدنا علی کے علاوہ حضرت انس ابو جحیفہ، جابر اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم۔نے روایت کیا۔ مسند احمد میں سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جنتی بوڑھوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں.

(ترمذی حدیث رقم:۳۶۶۶،۳۶۶۵، ابن ماجہ حدیث رقم:۹۵، ابن ابی شیبہ ۷ / ۴۷۳، مسند احمد حدیث رقم:۶۰۴، مسند ابی یعلی حدیث رقم:۵۳۳، انجم الاوسط للطبرانی حدیث رقم:۱۳۴۸)-وَرَوَاهُ التِرمِذِي وَالبَغوِي عَنْ أَنَسٍ(حدیث رقم: ۳۶۶۴، شرح السنة ۳۸۹۶) باب فضل ابی بکر و عمر حدیث رقم::-وَرَوَاهُ ابنُ مَاجَةَ وَابنُ حِبَّانٍ وَالطبرانِي عَنْ أَبِي جحيفة (ابن ماجہ حدیث رقم:۱۰۰، ابن حبان حدیث رقم:۶۹۰۴، اعجم الاوسط حدیث رقم:۴۱۴) ورَوَاه الطبرانِي عَنْ جَارِ ابْن عَبدِ الله هم الاوسط حدیث رقم:۸۸۰۸-وَرَوَاهُ الطبرانِي عَنْ أَبِي سَعِيدِ الخُدرِی (المعجم الاوسط حدیث رقم:۴۴۳۱)۔وَفِي رِوَايَةِ أَحمَدَ عَنْ عَلِي قَالَ: هذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهلِ الجَنَّةِ وَشَبَابِهَا(حدیث رقم:۱۰۴)۔الحَدِيثُ صَحِيح.

• حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکر پر رحمت کرے، اس نے اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی، اور مجھے دار الہجرت تک اٹھا کر لایا، اور اپنے مال میں سے بلال کو آزاد کیا۔ اللہ عمر پر رحمت کرے، حق بات کہہ دیتا ہے خواہ کڑوی ہو، حق کی خاطر تنہا رہ جانا گوارا کر لیتا ہے۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے، اس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ علی پر رحمت کرے، اے اللہ حق کو اس کے ساتھ کر دے یہ جدھر بھی جائے۔

(ترمذی حدیث رقم:۳۷۱۴)۔وَقَالَ غَرِيبٌ

• حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (سیدنا علی) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر، اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اب یہ نہ کہیں کہ عثمان، میں نے عرض کیا پھر آپ ہوں گے، فرمایا: میں مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

(بخاری حدیث رقم:۳۶۷۱، ابو داؤد حدیث:۴۶۲۹)۔

• حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں لوگوں میں کھڑا تھا، لوگ عمر بن خطاب کیلیے اللہ سے دعا کر رہے تھے اور آپ کو اپنی چارپائی پر رکھا گیا تھا، ایک آدمی میرے پیچھے تھا جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی، وہ کہہ رہا تھا اللہ تجھ پر رحمت فرمائے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے تیرے دونوں یاروں سے ملا دے گا، میں رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ: میں اور ابو بکر اور عمر تھے، میں اور ابو بکر اور عمر نے ایسا کیا،

میں اور ابو بکر اور عمر گئے، مجھے یقین تھا کہ اللہ تجھے ان دونوں سے ملادے گا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

(مسلم حدیث رقم:٦١٨٧، بخاری حدیث رقم:٣٦٧٧، ٣٦٨٥، ابن ماجہ حدیث رقم:٩٨، شرح السنۃ حدیث رقم:٣٨٩٠)۔

• حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد سب سے افضل عمر ہیں.

(ابن ماجہ حدیث: 106، مسند احمد حدیث رقم:٨٣٦، ٨٣٧، ٨٣٨، ٨٣٩، ٨٤٠، ٨٧٤، ٨٨١، ٨٨٢، ٨٨٣، ٩١١، ٩٢٥، ٩٣٥، ٩٣٦، ٩٣٧، ١٠٣٤، ١٠٣٥، ١٠٣٦، ١٠٤٤، ١٠٥٥، ١٠٥٦، ١٠٥٨، ابن ابی شیبہ جلد ٨ صفحہ ٥٧٤، السنۃ لعبد اللہ ابن احمد حدیث:١٢٩٨، ١٢٩٩، ١٣٠٠، ١٣٠٢، ١٣٠٣، ١٣٢١، ١٣٢٣، ١٣٢٤، ١٣٢٦ السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم:١٢٣٤، ١٢٣٥، ١٢٣٦، ١٢٣٩، ١٢٣٨، ١٢٣٧)

یہ حدیث مولا علی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے۔ اس کی بعض اسناد صحیح، بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ اس سے مجموعی صحت میں مزید اضافہ ہوا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات آپ رضی اللہ عنہ سے جم غفیر (بہت بڑی تعداد) کے ذریعے متواترا منقول ہے۔ اور اس حدیث کو روایت کرنے والوں کی تعداد اسّی (80) بتائی ہے، اور اس کے متواتر ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: هَذَا مُتَوَاتِرٌ عَنْ عَلِيٍّ، لِأَنَّهُ قَالَهُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ فَلَعَنَ اللّٰهُ الرَّافِضَةَ مَا أَجْهَلَهُمْ یعنی یہ حدیث سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے کیوں کہ آپ نے اسے کوفہ کے منبر پر فرمایا تھا اللہ کی لعنت ہو رافضیوں پر یہ کیسے جاہل ہیں. (تاریخ الاسلام جلد ٣ صفحہ ١١٥٥، اتی من منہاج الاعتدال صفحہ ٣٦١ کلاھما للذهبي، تاریخ الخلفاء صفحہ ٣٨، صواعق محرقہ صفحہ ٦٠)۔

• حضرت صلہ بن زفر فرماتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابو بکر کا ذکر ہوتا تو آپ فرماتے: یہ لوگ سبقت لے جانے والوں کا ذکر کرتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں ابو بکر ہم سے سبقت لے گیا ہے۔

(المعجم الاوسط للطبرانی کمافی مجمع الزوائد حدیث رقم:١٤٣٣٢)۔ قَالَ الْهَيْثَمِي وَفِيهِ: أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُفَضَّلِ الْحَرَانِي، وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ.

• حضرت علی المرتضی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے بعد ابو بکر کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صاحب غار اور ثانی اثنین تھے۔ اور ہم آپ کے شرف اور عظمت کو جانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کے موافق ہی فرمایا. (مستدرک حدیث: ۴۴۷۸)۔

• سیدنا علی المرتضی فرماتے ہیں کہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑ کر پودا نکالا اور ایک ذرے سے انسان کو پیدا کیا، اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے خلیفہ مقرر کیا ہوتا تو میں آپکے فرمان کی خاطر جہاد کرتا۔ اگر میرے پاس تلوار نہ ہوتی تو اپنی چادر سے ہی مخالفین پر حملہ کر دیتا اور ابو بکر کو منبر رسول ﷺ کی ایک سیڑھی بھی نہ چڑھنے دیتا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابو بکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور فرمایا ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ. آپ نے مجھے نماز پڑھانے کا حکم نہیں دیا، لہذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا دینی پیشوا بنانے پر راضی ہیں ہم اسے اپنا دنیاوی پیشوا بنانے پر کیوں نہ راضی ہوں.

(صواعق محرقہ صفحہ ٦٢)

• حضرت مولائے کائنات علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے کسی کو پایا کہ وہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے تو اسے الزام تراشی کی سزا کے طور پر اسّی (80) کوڑے ماروں گا.

(فضائل صحابہ امام احمد بن حنبل حدیث رقم: ۴۹ عن حکم بن محجل، ۳۸۷، السنۃ لعبد اللہ بن احمد حدیث رقم: ۱۲۴۲ عن حکم بن مقبل، ۱۳۲۲ عن علقمہ، السنۃ لابن ابی عاصم حدیث رقم: ۱۰۲۷ عن علقمہ، ۱۲۵۴ عن حکم بن مجل، الاعتقاد بیہقی صفحہ ۳۵۸ عن حکم بن محجل وقال خطبنا علی بالبصرۃ، ۳۶۱ عن علقمہ وقال لہ شواھد ذکرناھا في کتاب الفضائل، فضائل ابی بکر الصدیق مؤلفہ ابو طالب محمد بن علی العشاری متوفی ۴۵۱ھ حدیث رقم: ۳۹، تحفۃ الصدیق لابن بلبان صفحہ ۸۷، الاستیعاب صفحہ ۴۳۴، ابن عساکر جلد ۳۰ صفحہ ۳۶۹ عن عبد خیر، ۳۷۱ عن علقمہ، ۳۸۳ عن حکم عن ابیہ، ابن عساکر جلد ۴۴ صفحہ ۳۶۵ عن جابر بن حمید وحدیث آخر عن حکم بن مجبل وحدیث آخر عن حکم بن محجل ایضاً وحدیث آخر عن علقمہ، الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۸۸، المؤتلف والمختلف للدار قطني جلد ۳ صفحہ ۹۲ عن حکم بن محجل، لمشتقی الذہبی صفحہ ۳۶۱ عن محمد بن الحنفیہ بلفظ کان یقول، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۸، صواعق محرقہ صفحہ ٦٠، تفسیر قرطبی جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۶، کنز العمال حدیث ۳۶۱۵۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱/ ۳۱۷)

اس حدیث کے تمام حوالہ جات پر غور فرمایئے۔ اس کے راویوں میں حضرت محمد بن حنفیہ ، حضرت علقمہ ، حضرت عبدِ خیر ، حضرت جابر بن حمید ، حضرت حکم بن حجل، اور ان کے والد حضرت حجل علیہم الرحمہ شامل ہیں۔ یہ سب براہِ راست مولا علی سے روایت کر رہے ہیں.

مذکورہ روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنت کا بھی وہی مؤقف ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے.

خدائے ذوالجلال ہمیں آخری دم تک مسلکِ اہلسنت پر قائم رکھے اور صالحین کے ساتھ حشر فرمائے آمین.

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أحادیث مبارکہ کی روشنی میں

از: محمد حسنین عبد القادر

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کے بارے میں درست عقیدہ رکھنا کیوں ضروری ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کے انہی کے ذریعے ہمیں قرآن وحدیث اور دین اسلام کی تعلیمات پہنچی ہیں جب انہی کے متعلق ہمارا درست عقیدہ نہیں ہوگا تو ہماری ساری کی ساری دینی تعلیمات جو دین کی بنیاد ہے سب باطل ہو جائیں گی اس لیئے یہ نہایت اہم مسئلہ ہے کہ ہم ان کے بارے میں درست عقیدہ رکھیں, انہی صحابہ کرام میں ایک عظیم ہستی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں جو سابق الاسلام (سب سے پہلے اسلام لانے والے) سب سے پہلے خلیفہ اور انبیاء کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ہیں اگر ہم افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو نہ مانے تو وہ روایات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور وہ قرآنی آیات جن سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے سب باطل ہو جائیں گی اور خود مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس بارے میں اقوال ہیں.

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں

حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ہو (حلیۃ الاولیاء 'باب عطاء بن ابی رباح 'الحدیث ۴۳۱۵)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا ہی نہ ہوا.

اور ایک دوسری حدیث میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا "ابو بکر الصدیق خیر الناس الا ان یکون نبیا"

یعنی" ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں"(کنز العمال,کتاب الفضائل، فضل الصدیق، الحدیث ۳۲۵۴۵)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ

آپ فرماتے ہیں:"حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ھمارے سردار ہیں,ہم سب سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ھم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں-"(سنن الترمذی,کتاب المناقب 'مناقب ابو بکر صدیق،الحدیث۳۶۷۶ج۵)

مفتری کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں"نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور اگر اس کے علاوہ کسی نے کوئی دوسری بات کی تو وہ مفتری یعنی الزام لگانے والا ہے اور اس کی سزا بھی وہی ہے جو الزام لگانے والے کی سزا ہے (کنزالعمال,کتاب الفضائل،باب فضائل صحابہ،فضل الصدیق،الحدیث،۳۵۶۲۲،ج۶،الجزء۱۲،ص۲۲۳،جمع الجوامع،مسند عمر بن الخطاب الحدیث،۱۰۵۸،ج۱۱ص۲۱۹)

افضلیت صدیق اکبر بزبان سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت سیدنا اصبغ بن نباتہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں"میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ سے استفسار کیا"

،اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟"فرمایا،اس امت میں سب سے افضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں،ان کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ،پھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ،پھر میں-(یعنی حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ)

(الریاض النضرت،ج ۱ص۵۷)

عن ابی سعید قال قال ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ الست احق الناس بھذا الامر الست اول من اسلمہ الست صاحب کذا الست صاحب کذا اخرجہ الترمذی)

ترجمہ

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا-کیا میں امر خلافت کا سب سے زیادہ حق دار نہیں-کیا میں سب سے پہلے اسلام لانے والا نہیں؟کیا میری یہ خصوصیت نہیں؟کیا میری یہ فضیلت نہیں!اس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روایت کیا

(سنن ترمذی:الحدیث ۳۲۲۷)

(الطریقۃ المحمدیہ فی حقیقۃ القطع بلافضلیۃ:الحدیث ۲۲۰ ص356)

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرماتی ہیں-فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابو بکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابو بکر کے سوا کوئی اور کرے(ترمذی)

شرح

مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور انور نماز کے لیے مسجد تشریف نہ لاسکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابو بکر نماز پڑھائیں،حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا۔اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ مصلےٰ پر کھڑا فرمانا اتفاقًا نہ تھا بلکہ کسی حکمت اور وجہ سے تھا۔اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے:ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنانا تھا اس کی تمہید تھی۔دوسرے یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو،معراج میں سارے نبیوں کی امامت حضور انور نے کی سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے۔تیسرے یہ کہ امامت نماز میں عالم قاری پر مقدم ہوگا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہذا مذہب حنفی قوی ہے کہ عالم قاری پر مقدم ہے۔خیال رہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو مسجد نبوی شریف میں کا امام بنانا اتفاقًا تھا وہاں یہ نہ فرمایا تھا کہ عبداللہ کے ہوتے کسی کو امامت کا حق نہیں لہذا ان دونوں اماموں میں فرق ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح جلد 8 حدیث نمبر 6029)

ان دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ انبیاء اور مرسلین کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں آپ کی افضلیت پر امت کا اجماع ہے.

منکرین زکوۃ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: محمد رفیق ابن آدم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری وفات کے بعد جن فتنوں نے سر اٹھایا ان میں سے ایک زکوۃ کا انکار کرنے والے لوگ بھی تھے

مانعین زکوۃ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اقدام:

عن أبي هريرة قال: لما توفي النبي صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر وكفر من كفر من العرب قال عمر: يا أبا بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا: لا إله إلا الله فمن قال: لا إله إلا الله عصم مني ماله ونفس ait إلا بحقه وحسابه على الله ". قال أبو بكر: والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فإن الزكاة حق المال والله لو منعوني عناقا كانوا يؤدونها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم على منعها. قال عمر: فوالله ما هو إلا أن رأيت أن قد شرح الله صدر أبي بكر للقتال فعرفت أنه الحق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ قرار پائے تو اہل عرب میں سے لوگ کافر ہو گئے یعنی زکوۃ کے منکر ہو گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا فیصلہ کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ لوگوں یعنی اہل ایمان سے کیوں جنگ کریں گے۔ جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں (یعنی اسلام لے آئیں) لہٰذا جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا اس نے مجھ سے اپنی جان اور اپنا مال محفوظ کر لیا سوائے اسلام کے حق اور اس کے باطن کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص سے ضرور جنگ کروں جو نماز اور روزہ کے درمیان فرق کرے کیونکہ جس طرح جان کا حق نماز ہے اسی طرح بلاشبہ مال کا حق زکوۃ ہے اور اللہ کی قسم اگر وہ لوگ جو منکر زکوۃ ہو رہے ہیں مجھے بکری کا بچہ بھی نہ دیں گے جو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہنے لگے اللہ کی قسم اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہ میں نے جان لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے

لئے الہام کے ذریعہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل کھول دیا ہے یعنی پر یقین کر دیا ہے لہذا مجھے یقین ہو گیا کہ اب یہی یعنی منکرین زکوۃ سے جنگ ہی حق اور درست ہے۔

تشریح

مذکورہ بالا حدیث میں اسی قسم کے ایک اور فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ قبائل مثلا غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوۃ کے بارے میں کفر حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ویسے اس لفظ کے بارے میں تفصیل یہ کی جاتی ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ " کفر "(وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ زکوۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا لہذا ان کے اس سخت جرم پر بطریق تغلیظ و تشدید کفر کا اطلاق کیا گیا۔

بہر حال جو معنی بھی متعین کئے جائیں ان کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان لوگوں کے ظاہر احوال کے مطابق کہ وہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہی تھے ان کے کفر میں تامل کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فیصلہ پر اعتراض کیا مگر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حقیقت حال بتائی تو نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کے ہمنوا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست ایمانی اور ان کے تدبر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ کرنے سے منع کیا اور کہا کہ عہد خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ وفساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملے میں ابھی توقف کرنا چاہئے مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت جرات اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملے میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلے میں کوئی لچک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظت اور اسلام کے نظریات و اعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تن تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصابت رائے، جرات اور شجاعت و بہادری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جہاد فی سبیل اللہ میں سب سے آگے

از: محمد حمزہ ترابی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ آپ نبیوں اور بعض فرشتوں کے بعد امت میں سب سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ خلیفۃ رسول اللہ ہیں. دین اسلام کو جس محاذ پر کسی کی قربانی کی ضرورت پڑی تو آپ کی ذات پاک ہر میدان کے صف اول میں دکھائی دی. آپ رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب اور نرم مزاج تھے لیکن اس کے باوجود اللہ, اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی حرمت کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار اور سب سے آگے رہتے. آپ رضی اللہ عنہ سے جہاں مومنین پر رحماء بینھم کی جھلک نظر آتی تھی وہیں آپ اشداء علی الکفار کا مظہر اتم نظر تھے. دین اسلام کے لیے بہت سی قربانیاں آپ نے پیش کی ہیں.

اگر بات کی جائے کفار سے جہاد کرنے کی تو آپ اس جہاد فی سبیل اللہ میں بھی اپنی انفرادی حیثیت کے ساتھ ممتاز نظر آئے. چاہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضور کے ساتھ کفار مکہ ویہودیوں سے مقابلہ ہو یا حضور کے ظاہری وصال کے بعد مرتدین کے خلاف جہاد ہو ہر میدانِ جنگ میں آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے پرچم کو بلند کرنے میں سر فہرست رہے. یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بے شمار کمالات وخوبیوں میں سے ایک عظیم خوبی جہاد فی سبیل اللہ کے مختلف زاویوں کو مختصر انداز میں بیان کیا جائے گا.

جنگ بدر میں صحابہ میں سے سب سے بہادر:

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دفعہ لوگوں سے سوال کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی حضور آپ ہی ہیں فرمایا میں تو اپنے برابر والوں سے لڑتا ہوں اس صورت میں میں صرف بہادر ہوا نہ کہ سب سے زیادہ بہادر. میں تو سب سے زیادہ بہادر کا پوچھ رہا ہوں کہ وہ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور آپ ہی ارشاد فرمایئے, فرمایا غزوہ بدر کے روز ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے ایک سائبان بنایا اور آپس میں مشورہ کیا کہ اس سائبان میں نگہبانی کون کرے گا تاکہ کوئی کافر آپ علیہ الصلوۃ والسلام پر حملہ کر کے تکلیف نہ پہنچا سکے اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھا صرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے آگے تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے اور پھر ہم نے دیکھا کہ کسی کافر کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے قریب بھی پھٹکے اور بالفرض کسی نے ایسی

جرأت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش بھی کی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منہ کی کھائی اس لیے ہم میں سب سے زیادہ بہادر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ ہی ہیں.

جنگ احد میں سب سے پہلے پلٹنے والے:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اُحد کے دن جب تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جدا ہوگئے تو سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پلٹے۔(تاریخ مدینہ دمشق ج25ص75)

غزوہِ اُحد کی حسین یاد اور اشک باری:

اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غزوہِ اُحد کی یاد ستاتی تو آپ رونے لگتے اور فرماتے کہ یہ دن تو ھتا ہی طلحہ بن عبید اللہ کا۔جب میں سب سے پہلے حضور نبی پاک صاحب لولاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بڑی بہادری اور جواں عمری سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حفاظت کر رہا ہے میرے دل میں یہ آیا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہوں اور واقعی وہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہی تھے۔اور مجھے اس وقت سب سے بڑھ کر یہی شے محبوب تھی کہ سرکارِ نامدار مدینے کے تاجدار مکی مدنی سرکا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حفاظت پر اس جواں مردی سے جان نچھاور کرنے والا میری قوم کا ایک فرد ہے۔(تاریخ اسلام للامام الذھبی ج2ص190)

حدیبیہ پر صدیقِ اکبر کی غیرتِ ایمانی:

عُروہ بن مسعود شقفی جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس آئے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان سے وہی گفتگو فرمائی جو دیگر لوگوں کے ساتھ فرمائی تھی ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں بلکہ ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔یہ سُن کر انہوں نے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے غیر مناسب گفتگو کی۔اس وقت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شہنشاہ مدینہ قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بالکل قریب ہی موجود تھے اور ان کی ساری گفتگو سُن رہے تھے۔ان کے آخری الفاظ سنتے ہی تھے کہ غصے کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہوگیا آپ رضی اللہ عنہ کی غیرتِ ایمانی جوش میں آگئی اور عروہ بن مسعود کی نہایت ہی سخت الفاظ میں سرزنش کی۔بلکہ ایسے الفاظ میں سرزنش کی کہ ان کا سانس خشک ہوگیا اور وہ کہنے لگے یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رفیق حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

صدیق اکبر کے گھوڑے کی جیت:

چھ سن ہجری بمطابق 627 عیسوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ کروائی. حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس دوڑ میں حصہ لیا. اسی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کی دوڑ بھی کرائی اس دوڑ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھوڑے نے بھی حصہ لیا اور وہ دوسرے گھوڑوں سے آگے نکل گیا اور اس نے سبقت حاصل کی یہ دونوں دور اسلام میں سب سے پہلی دورے تھیں.

غزوہ تبوک اور صدیق اکبر:

سن نو ہجری رجب کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے روانہ ہوئے یہ آخری مہم تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس شریک ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لیے صدقہ کرو اس فرمان کے بعد صحابہ کرام اپنی توفیق کے مطابق مال راہ خدا میں صدقہ کرنے لگے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے 10 ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدق کیا 10 ہزار دینار خرچ کیے اور اس کے علاوہ 900 اونٹ اور 100 گھوڑے ساز و سامان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے پیش کر دیا اب فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا کہ ہر بات سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھ سے نیکیوں میں آگے بڑھ جاتے تھے اس بار میں ان سے آگے بڑھ جاؤں پھر وہ گھر گئے اور گھر کا سارا ساز و سامان جمع کیا اور پھر اس کے دو حصے کیے ایک حصہ گھر والوں کے لیے چھوڑا اور ایک حصہ عربی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہو گئے. حضور کی بارگاہ میں آئے تو حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اے عمر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ حضور گھر والوں کے لیے آدھا مال چھوڑ کر آیا ہوں اتنے میں یار غار یار مزار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لے آئے اور آپ اس طرح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے کہ آپ نے بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی تھی جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے سیدنا فاروق اعظم نے منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا.

دے کے سب کچھ پھر بھی بچ گیا میرے لیے

ایک خدا میرے لیے ایک مصطفی میرے لیے

کچھ دیر میں حضرت سیدنا جبریل امین حاضر ہو گئے اور آپ نے ویسا ہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا جو سیدنا صدیق اکبر نے زیب تن فرمایا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا یہ کیا پہنا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ نے آج تمام فرشتوں کو بھی حکم دیا ہے کہ آج ویسا ہی لباس پہنے جیسا آپ کے عاشق صادق نے پہنا ہوا ہے اور ساتھ ہی اللہ انہیں سلام ارشاد فرماتا ہے اور استفسار فرماتا ہے کہ یہ اپنے رب سے اس حال میں راضی ہیں یا ناراض؟ یہ پیغام محبت سنتے ہی کے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وجد میں آگئے اور ان پر رقت طاری ہوگئی عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھلا اپنے رب سے کیسے ناخوش ہو سکتا ہوں پھر تین بار فرمایا میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں.

جب جاگے گا قلب مومن ہر دل سے صدا یہ ائے گی

صدیق اکبر میرے ہیں صدیق اکبر میرے ہیں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ سے چند واقعات بیان کیے گئے اللہ کریم ان کے صدقے ہمیں حضور علیہ السلام کی محبت عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم.

سیرت قبل اسلام

از: سید حسنین عطاری

حضرت ابو بکر صدیق کی شخصیت قبل اسلام اور بعد اسلام ایک مثالی شخصیت ہے۔ یہاں آپ کی قبل اسلام کی سیرت مذکور ہے۔

(غیر خدا کو کبھی سجدہ نہیں کیا)

آپ نے کبھی بت کو سجدہ نے کیا۔ چند برس کی عمر میں آپ کے والد آپ کو بت خانے لے گئے اور کہا یہ ہیں "تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو" پھر انہیں اکیلا کرنے کو چلے گئے۔ جب آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ بُت کے سامنے تشریف لے گئے تو فرمایا: "میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں اگر تُو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔" وہ بُت بھلا کیا جواب دیتا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لاتے ہوئے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصّہ آیا، اور وہاں سے آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی ماں کے پاس لائے، سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا: اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ: " اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی سچی بندی! تجھے خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے ، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صاحب اور رفیق ہے۔" یہ روایت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہنے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے ، حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی: "صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ وَّھُوَ الصِّدِّیْقُ یعنی ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔" اور تین بار یہی الفاظ دہرائے۔

(اہل مکہ میں صدیقِ اکبر کا مقام)

علامہ ابوزکریا یحی بن شرف نووی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہ الْقَوِی فرماتے ہیں: " آپ کا شمار زمانہ جاہلیت میں رؤساء قریش میں ہوتا تھا اور دیگر سردار آپ سے مختلف امور میں مشورے کیا کرتے تھے، آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہان کے اچھے برے تمام معاملات کو اچھی طرح جانتے تھے جب اسلام کا پیغام ملا تو اسلام کو دنیا پر ترجیح دی اور صرف اسلام کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔" حضرت سیدنا معروف بن خربوذ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِسے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہکا شمار قریش کے ان دس مایہ ناز لوگوں میں ہوتا ہے جن کی شرافت زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں تسلیم کی جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہکے پاس لوگ فیصلہ

کروانے کے لیے اپنے مقدمات لایا کرتے تھے کیونکہ اس وقت کوئی انصاف پسند بادشاہ توتھا نہیں جس کے پاس وہ اپنے تمام معاملات کو پیش کرتے، اس لیے ہر قبیلہ میں اس کے رئیس اور شریف شخص کو اس کی ولایت حاصل ہوتی تھی لہٰذا لوگ اپنے فیصلے کروانے کے لیے آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

(تاجر مکہ)

مکہ کے چھوٹے بڑے تمام قبیلوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تجارت کرتے تھے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہجب جوان ہوئے تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی کپڑے کی تجارت شروع کی اور اپنے اعلی اخلاق، صاف گفتگو، زبان کی سچائی اور ایمان داری سے آپ نے بے حد نفع حاصل کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کا شمار مکہ کے معروف تاجروں میں ہونے لگا۔

(سفر تجارت)

سیّدُ المُبلِّغین، رَحمۃٌ لِّلعٰلَمِین صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہنے تجارت کے لیے شام کے شہر بصری کا سفر اختیار فرمایا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمکی رفاقت اور آپ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمسے گہری وابستگی کی شدید تڑپ کے باوجود آپ نے اس تجارتی سفر کو اہمیت دی اور خود رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے بھی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہسے شدید محبت کے باوجود آپ کو یہ سفر کرنے سے منع نہ فرمایا۔

(تاجر ہو تو صدیق اکبر جیسا)

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ایک تاجر پیشہ اور کاروباری آدمی تھے، کاروباری لوگ عموماً گفتگو میں بہت محتاط ہوتے ہیں وہ کوئی بھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالتے جو ان کے تعلقات پر منفی اثرات مرتب کرے۔ نہ تو وہ کسی کے مذہب وعقیدے میں دخل دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کے عمل وحرکت کے بارے میں کوئی بات کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ یہ لوگ مصلحت اور عافیت کو پسند کرتے ہیں تمام معاملات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر اپنی کاروباری مجبوریوں کی وجہ سے چپ سادھ لیتے ہیں، کسی سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اکثریت کے جذبات کی ترجمانی کرتے اور ان کی رائے کو صحیح قرار دیتے ہیں لیکن جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہکی فطرت عام کاروباری لوگوں کی فطرت کے بالکل برعکس تھی، انہوں نے اسلام قبول کرتے ہی اسلام کا فوراً اظہار کر دیا بلکہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا اولین فریضہ سمجھ کر اپنے دیگر تاجر بھائیوں کو اسلام کے فوائد سے مطلع کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جس دن اسلام لائے اسی دن حضرت سیدنا عثمان بن عفان، حضرت سیدنا طلحہ، حضرت سیدنا زبیر اور حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُم کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کے بعد انہیں داخل اسلام کر لیا اور دوسرے دن حضرت سیدنا عثمان بن مظعون،

حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراح، حضرت سیدنا عبد الرحمن بن عوف، حضرت سیدنا ابو سلمہ اور حضرت سیدنا ارقم بن ابی الارقم رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنہُم کو بھی داخل اسلام کر لیا۔

صدیق اکبر اور اولیت قبولِ اسلام

از: محمد عالیان منصور

سیدنا ابو بکر صدیق پہلے ایمان لائے

حضرت سیدنا ابراہیم نخعی عَلَیْہِ رَحمۃُ اللّٰہ القَوِی ارشاد فرماتے ہیں: ”اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرٍ الصِّدِّیْقُ یعنی سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب، الحدیث:۳۷۵۶، ج۵، ص۴۱۱)

اسلام لانے میں کوئی تردد نہ کیا

حضرت سیدنا محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حصین تمیمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے تردد اور تھوڑا بہت غور و فکر ضرور کیا، مگر ابو بکر صدیق ایسے ہیں کہ جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی تردد اور غور و فکر کے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔“ (اسد الغابہ، عبد اللہ بن عثمان اسلامہ، ج۳، ص۳۱۷، تاریخ مدینہ دمشق، ج۳۰، ص۴۴)

عدم تردد کی وجہ

واقعی حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بہت ہی عظیم خوبی ہے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے اسلام کی دعوت سنتے ہی نہ تو کوئی سوال کیا اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کوئی بات سمجھنے کی کوشش کی حالانکہ اس وقت جن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جاتی تھی تو اولاً اس میں تردد یا سکوت کرتے اور ثانیاً اسلام کے فوائد جاننے کی لازماً کوشش کرتے تھے لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے کسی قسم کا کوئی تردد، سکوت یا سوال نہ کیا بلکہ اِدھر اسلام کی دعوت کانوں میں پڑی اور اُدھر کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، آپ کے اس بلا تردد اسلام قبول کرنے کی وجہ بیان

کرتے ہوئے علامہ بیہقی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”آپ کے بلاتردد قبول اسلام کی وجہ یہ ہے کہ آپ سرکار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسلام کی دعوت دینے سے قبل ہی تمام دلائل اور شواہد ملاحظہ کرچکے تھے، اس لیے جیسے ہی آپ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کو اسلام کی دعوت دی گئی فوراً ہی اسلام قبول فرمالیا۔“ (دلائل النبوۃ للبیہقی، باب من تقدم اسلامہ، ج۲، ص۱۶۴، تاریخ الخلفاء، ص۲۷)

عدم تردد کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام قبول کرنے سے قبل نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ پیش آنے والے کئی واقعات جیسے غار حرا میں سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کا وحی لے کر حاضر ہونا، غیبی آوازوں کا سننا، حیوانات وجمادات کا آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کرنا وغیرہ پیش آئے کہ جن کو سن کر ایک عام آدمی اپنی سوچ کے مطابق انہیں کبھی تسلیم نہ کرے، لیکن آپ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ نے ایسے واقعات سن کر بھی ذرہ بھر شک کا اظہار نہ کیا بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام باتوں پر بغیر کسی تامل کے صحیح ہونے کا یقین کرلیا۔

عظمت ایمان صدیق اکبر

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ”لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ یعنی اگر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا ایمان تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا ایمان ان سب کے ایمان سے زیادہ وزنی ہو۔“ (شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان، الحدیث: ۳۶، ج۱، ص۶۹)

حضرت سیدنا ابوبکرہ ثقفی رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ دوعالم کے مالک ومختار، مکی مدنی سرکار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے استفسار فرمایا: ”مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ رُؤْیًا؟ یعنی تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟“ ایک صحابی نے عرض کیا: ”جی ہاں یارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک میزان نازل ہوا اور اس میں آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ سے وزن میں بھاری رہے۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ اور سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا پلڑا وزنی رہا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ کا وزن کیا گیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنْہ سے بھاری ثابت ہوئے۔ پھر وہ میزان اٹھالی گئی۔“ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس خواب سے کبیدہ خاطر ہوئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم نے فرمایا: ”خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ یعنی یہ نبوت کی خلافت ہے، پھر اللہ تعالٰی جسے چاہے گا بادشاہی عطا فرمائے گا۔“

(سنن ابی داود، کتاب السنۃ، باب فی الخلفاء، الحدیث : ۴۶۳۵، ج۴، ص۲۷۵، کشف الخفاء، حرف اللام، الحدیث : ۲۱۲۷، ج۲، ص۱۴۹)

صدیق اکبر کا تقوی وپرہیزگاری

از: محمد اسامہ ساجد

اگر تقویٰ ومجاہدہ رضائے الٰہی کے لیے ہو تو یہی تقوی باعث نجات ہے اور جب کسی انسان کا دل تقویٰ سے خالی ہوجائے تو اس کا ساری عمر رونا بھی اسے کام نہ دے گا کہ سب سے افضل چیز تقوی وپرہیزگاری ہے۔چنانچہ رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں غوروفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیزگاری ہے۔''(مجمع الزاوئد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث:۴۷۹، ج۱، ص۳۲۵)

صدیق اکبر کے زھدو تقویٰ پر قران کی گواہی:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ تو وہ متقی ہیں جن کے تقوے کو خود قرآن عظیم بیان فرماتاہے۔چنانچہ پارہ ۳۰، سورۃ اللیل، آیت نمبر ۱۷ امیں ارشاد ہوتاہے:

(وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىۙ(۱۷))

ترجمۂ کنزالایمان:''اور بہت جلد اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار۔''

اس آیت مبارکہ میں سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ ہیں۔(تفسیر خزائن العرفان، پ ۳۰، اللیل:۱۷)

زہدو تقویٰ میں حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کی مثل:

حضرت سیدنا ابو درداء رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے کہ دوعالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہ تعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو زُہد و تقوی میں حضرت عیسی عَلَیۡہِ السَّلَام کی مثل کسی کو دیکھنا چاہے تو وہ ابو بکر صدیق کو دیکھ لے۔''(الریاض النضرۃ، ج۱، ص ۸۲)

آپ کے پاس صرف ایک فدکی کپڑا تھا:

حضرت سیدنا ابورافع رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کا رفیق رہا ہوں اور آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا سواری کرتے ہوئے آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اسے کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے اور جب سواری نہ فرماتے تو پھر ہم دونوں اسے استعمال کیا کرتے تھے۔"(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب اللباس والزینۃ، فی لبس الصوف، الحدیث:۱،ج٦،ص۳۹)

کھاتے ہی قے کر دی:

ایک بار حضرتِ سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کا غلام آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں دودھ لایا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے اسے پی لیا۔ غلام نے عرض کی، میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ اس کے متعلق دریافت فرماتے تھے لیکن اِس دودھ کے متعلق کوئی استفسار نہیں فرمایا؟ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: "یہ دودھ کیسا ہے؟" غلام نے جواب دیا کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بیمار پر منتر پھونکا تھا جس کے مُعاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ حضرتِ سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں اُنگلی ڈالی اور دودھ اُگل دیا۔ اِس کے بعد نہایت عاجزی سے دربارِ الٰہی میں عرض کیا: "اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! جس پر میں قادِر تھا وہ میں نے کر دیا۔ اس کا تھوڑا بہت حصّہ جو رگوں میں رہ گیا ہے وہ مُعاف فرما دے۔"(صحیح البخاری، مناقب الانصار، ایام الجاھلیۃ، الحدیث:۳۸۴۲،ج۲،ص۵۷۱، منھاج العابدین، الفصل الخامس، البطن وحفظہ، ص۹۷)

گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں:

یقینا فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ چیزوں سے بچانے ہی کا نام تقوی ہے چنانچہ حضرتِ سیدنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مخزنِ جود و سخاوت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ "اے ابو ذر! تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقل نہیں اور گناہ سے باز رہنے سے بڑھ کر کوئی تقوی نہیں اور حسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔"(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الخلق الحسن، الحدیث:۴۰۵۹،ج۳،ص۳۲۷)

یقینا منبع خوفِ خدا صِدّیقِ اکبر ہیں

صدیق اکبر اور تلاوت قرآن:

تلاوت کرتے ہوئے گریہ وزاری:

حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کو اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رہتا یعنی زاروقطار رونے لگتے۔ (شعب الایمان، باب فی الخوف من اللّٰہ تعالیٰ، الحدیث:۸۰۶، ج۱، ص ۴۹۳)

گرمیوں میں روزے:

حضرت سیدنا ابو بکر بن حفص رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ گرمیوں میں (نفلی) روزے رکھتے اور سردیوں میں چھوڑ دیتے تھے۔(الزھد للامام احمد، زھد ابی بکر الصدیق، الرقم:۵۸۵، ص۱۴۱تا۱۴۲)

کئی کئی روز تک فاقہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہ السَّلَام میں سے بعض کئی کئی روز تک نہیں کھاتے تھے۔ چُنانچہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللّٰہ الْوَالِی فرماتے ہیں:"حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ چھ دن تک کچھ تناول نہ فرماتے ، حضرت سیدنا عبد اللّٰہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سات دن تک نہ کھاتے، حضرتِ سیدنا عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُما کے شاگردِ رشید حضرت سیدنا ابو الجوزاء رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ سات دن بھوکے رہتے، حضرتِ سیدنا ابراہیم بن ادہم اور حضرتِ سیدنا سفیان ثوری رَحْمَۃُاللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا ہر تین دن کے بعد کھانا تناول فرماتے۔ یہ تمام حضرات بھوک کے ذریعے آخِرت کے راستے پر چلنے میں مدد حاصل کرتے تھے۔(احیاء العلوم، کتاب کسر الشہوتین، ج ۳، ص ۱۱۲)

موضوع: اقوالِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

از: محمد اسماعیل شاہد

لوگوں کی ہدایت کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اللہ پاک کے نیک بندوں کے پاس بیٹھنا اور ان کے فرامین پر عمل کرنا بھی ہے، کیونکہ اولیائے کرام کی گفتگو میں عموماً قرآن وحدیث کا نچوڑ ہوتا ہے، نیز یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ عام لوگوں کی باتیں اس طرح دل پر اثر نہیں کرتیں جس طرح کسی ولی کامل کی ایک نظر یا کوئی ایک بات اثر کرجاتی ہے، اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ اللہ والے ہر وقت اللہ کو راضی کرنے، اس کی عبادت کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں، جس کی بنا پر اللہ پاک انہیں خصوصی انعامات و اکرامات سے نوازتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور ان کی باتوں کو خاص اہمیت دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہستی خلیفہ اول ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہیں آپ کی حکمت بھری باتیں سننے والا اور آپ کی صحبت بابرکت اختیار کرنے والا شخص محروم نہیں لوٹتا بلکہ علم وحکمت کے بہت سے موتی اپنے دامن میں سمیٹ کرجاتا ہے اور خود کو خوش نصیبوں میں شمار کرتا ہے، لہذا آپ کی حکمت بھری باتوں پر عمل کرتے ہوئے خوب خوب فائدے حاصل کیجئے:

1۔۔۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم، رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود پاک پڑھنا گناہوں کو اس قدر جلد مٹاتا ہے کہ پانی بھی آگ کو اتنی جلدی نہیں بجھاتا اور نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے افضل ہے۔ تاریخ بغداد: 172/7، رقم: 3607)

2۔۔۔ اے لوگو! جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔ (مسند امام احمد: 22/1، حدیث: 16)

3۔۔۔ اے لوگو! خوفِ خدا سے تم میں سے جو رو سکے وہ روئے کہ وہ دن آنے والا ہے کہ تم رلائے جاؤ گے۔ (تاریخ الخلفاء، ص 81)

4۔۔۔ کسی مسلمان کو ہر گز حقیر مت سمجھو کیونکہ ادنی مسلمان بھی اللہ پاک کے نزدیک بڑے مرتبے والا ہوتا ہے (الزواجر، 149/1)

5۔۔۔میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ فقر وفاقہ کی حالت میں بھی اللہ پاک سے ڈرتے رہو اور اُس کی اس طرح حمد وثنا کرو جس طرح کرنے کا حق ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے رہو بے شک وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔(حلیۃ الاولیاء،1/70،رقم:81)

6۔۔۔منقول ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن پرندے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے پرندے! کاش میں تیری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔(شعب الایمان 1/485، حدیث: 788، احیاء العلوم، 4/226)

7۔۔۔جو شخص خالص محبت الہی کا مزہ چکھ لیتا ہے تو یہ اُس کو دنیا کی طلب سے دور کر دیتا ہے اور اس کو تمام انسانوں سے وحشت دلاتا ہے۔(تفسیر روح البیان،8/388،تحت الآیۃ(67)

8۔۔۔میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا تا کہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو اور جب سے اسلام قبول کیا ہے اللہ پاک کی ملاقات کے شوق کے سبب کبھی سیر ہو کر نہیں پیا۔(مختصر منہاج العابدین،ص87)

9....صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز کے وقت فرماتے: لوگو اُٹھو! اپنے رب کی جس آگ کو تم نے بھڑکایا ہے اُسے (نماز کے ذریعے) بجھاؤ۔(مکاشفۃ القلوب،ص68)

10....امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:"جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک بروز قیامت اسے جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے تو اسے چاہئے کہ مؤمن کے لئے مہربان اور نرم دل ہو۔"(تنبیہ المغترین،ص76)

11۔۔۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (عاجزی کے طور پر) فرماتے ہیں: کاش میں (فضول بات کہنے سے) گونگا ہوتا۔(مرآۃ المناجیح،8/18)

12۔۔۔اے لوگو! اللہ پاک سے معافی وعافیت طلب کرو کیونکہ مومن کے لئے اسلام کے بعد مغفرت وعافیت سے بڑھ کر کوئی افضل چیز نہیں۔(تنبیہ المغترین، ص45)

13۔۔۔کسی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے صبح کیسے کی؟ فرمایا: رب جلیل کی بارگاہ میں حقیر بندے کی طرح جو اس کے احکام کی پیروی کا پابند ہے۔(تنبیہ المغترین، ص153)

14۔۔۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تکبر اور خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے جب لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ یوں دعا مانگتے: یا اللہ پاک! جو کچھ یہ کہتے ہیں مجھے اس سے بہتر بنا دے اور جو کچھ یہ نہیں جانتے میرا وہ عمل معاف فرما دے۔(تنبیہ المغترین، ص241)

15۔۔۔آپ رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو آپ کو اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ رہتا(یعنی زار وقطار رویا کرتے)۔(شعب الایمان، 1/ 493، رقم:806)

16۔۔۔حروف مقطعات کے بارے میں فرمایا: ہر کتاب کے راز ہوتے ہیں اور قرآن مجید کے راز سورتوں کے شروع میں آنے والے حروف ہیں۔(تفسیر روح المعانی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:1، 1/ 136)

17۔۔۔اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، بُرائی سے منع کرو تمہاری زندگی بخیر گزرے گی۔

(تفسیر کبیر3/316)

18۔۔۔جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ کہاں ہیں لوگوں کو معاف کرنے والے؟ اللہ پاک اُن کو معاف کرنے کا اجر عطا فرمائے گا۔ب(جامع الاحادیث، 14/ 182، حدیث:219)

19۔۔۔بہت خوش قسمت ہے وہ شخص جو ابتدائے اسلام میں (یعنی فتنوں کے سر اٹھانے سے پہلے) دنیا سے چلا گیا۔

(مسند الفردوس2/46، حدیث:3747)

20۔۔۔کوئی شکار اُس وقت تک شکار نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کوئی درخت اس وقت تک کاٹا جاتا ہے جب تک کہ ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ 137/8، حدیث:35582، الزہد للامام احمد، ص139، حدیث 567:)

21۔۔۔ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو اللہ پاک کی رضا کی خاطر کی جائے قبول ہو جاتی ہے۔(الزہد للامام احمد، ص140، رقم:574)

22۔۔۔ آپ رضی اللہ عنہ کی دعا میں یہ کلمات بھی ہوتے تھے: اَللّٰھُمَّ ھَبْ لِي اِیْمَانًا وَیَقِیْنًا وَمُعَافَاۃً وَنِیَّۃً یعنی اے اللہ پاک! مجھے ایمانِ کامل، یقین صادق، تمام آفات وبلیات سے حفاظت اور سچی نیت عطا فرما۔(موسوعۃ امام ابن ابی الدنیا، 1/21

اللہ ہمیں ان کے فرامین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی نظر میں

از: محمد دانش شوکت

امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کو رب تعالیٰ نے وہ عزت بخشی کہ تمام اصحاب کرام علیہم الرضوان آپ کے فضائل وکمالات کے گرویدہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق نہایت مثبت تاثرات رکھتے تھے، صحابہ کرام علیہم کی نظر میں ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ کیسے تھے اس کی جھلک ملاحظہ فرمائیں:

1: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمام اہل زمین کا ایمان ایک پلڑے میں اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلڑا ابھاری رہے گا۔

(أخرجه البيهقي وإسحاق بن راهويه في مسنده، والإمام أحمد بن حنبل في فضائل الصحابة)

2: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

إذا تذكّرتَ شجواً من أخي ثقةٍ-فاذكرُ أخاك بما فعلا

خيرُ البرية أتقاها وأعدلَها-بعد النّبيّ وأوفاها بما حملا

جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے، تو اپنے بھائی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو یاد کر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ متقی، عدل والے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے ہیں.

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، استنشادہ فی مدح الصدیق، الحدیث:4470، ج4، ص7)

3: حضرت صلہ بن ذفر فرماتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوتا تو آپ کرم اللہ وجہہ فرماتے: "یہ لوگ سبقت لے جانے والوں کا ذکر کرتے ہیں، اور فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، ہم جب بھی کسی بھلائی کی طرف بڑھے ہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے ہیں" (المعجم الاوسط للطبرانی)

4: امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسلمان جسے بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بہتر ہے اور مسلمان جسے برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا (لہٰذا ثابت ہوا کہ عند اللہ بھی آپ کا خلیفہ بننا بہتر تھا)

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابہ، یتجلی اللہ لعبادہ عامۃ ولابی بکر خاصۃ، الحدیث: 4522، ج4، ص28)

رب تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کی سچی محبت عطا فرمائے، آمین

شجاعتِ صدیقِ اکبر

از: محمد ارسلان عطاری

خلیفہ بلا فصل، حق و وفا کا منبع و مرکز، خلیفہ اول جنابِ صدیقِ اکبر جس طرح آپ خلافت میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہمسفر، اپنا سب کچھ دین کی قربان کرنے والے تھے۔ اسی طرح شجاعت و بہادری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ آپ (رضی اللہ عنہ) بہت بہادر شخص تھے۔ اسلام کے دشمنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے والے اور حق کا عَلم ہمیشہ سربلند کرنے والے تھے۔ آپکی شجاعت و بہادری کا چرچا عالم میں ہر سو ڈنکے بجا رہا تھا۔ یہاں تک کے کفار بھی آپ کا سامان کرنے سے کتراتے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بچپن سے ہی بہادر اور نڈر تھے جس کا اندازہ آپکی کتابِ سیرت میں رونما ہونے والے واقعات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے. آیئے آپ (رضی اللہ عنہ) کی بے مثال شجاعت و بہادری کے چند واقعات اپنی قلمِ نادار کے ذریعے آپکے گوشگزار کرتا ہوں.

ا) زمانۂ جاہلیت میں جب آپ چھوٹے تھے۔ ایک مرتبہ آپکے والد ابو قحافہ (جو کہ بعد میں مشرف باسلام ھوئے) آپکو بت خانے لے گئے اور کہا کہ یہ ہمارے بت ہیں انہیں سجدہ کرو. سجدہ کرنے کے بجائے آپ نے بت کے سامنے آکر کہا کہ میں بھوکا ھوں مجھے کھانا دو، میں برہنہ ھوں مجھے کپڑے دو، لیکن وہ پتھر کا بت کیسے جواب دیتا. پھر آپ نے ایک پتھر اُٹھایا اور کہا کہ میں تجھے پتھر مارتا ھوں. اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا. آپ نے وہ پتھر اس بت کو دے مارا اسی دوران وہ بت زمین پر گر پڑا. جب یہ سارا ماجرہ آپکے والد نے دیکھا تو آپ سے کہا بیٹا یہ تم نے کیا کیا. اللہ اکبر قربان جایئے صدیقِ اکبر کے جواب پر آپ نے حق و سچ کے عَلم کو بلند رکھتے ہوئے، بنا کسی خوف کے کہا کہ اے میرے ابا ! "میں نے وھی کیا جسکا یہ بت حقدار تھا".

سبحان اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع و بہادر تھے۔

چناچہ علامہ بزار علیہ الرحمۃ اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو لوگوں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ دلیر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو اپنے جوڑ والے سے لڑتا ھوں میں کیسے بہادر ہوا۔ لہذا تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت ھمیں نہیں معلوم آپ ہی بتا دیں. تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ سنو سب سے زیادہ شجاع و بہادر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ جنگِ بدر کے موقع پر ھم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جھونپڑا بنایا تھا تاکہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سورج کی دھوپ اور گرد و غبار سے محفوظ رہیں. تو ہم لوگوں نے کہا

کہ اب یہاں حفاظت کے لئے کون رہے گا : توخدا کی قسم سوائے ابو بکر صدیق کے کوئی بھی آگے نہ بڑھا اور آپ اپنی برہنہ تلوار لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہیں پھر کسی دشمن نے بھی آپ کے قریب آنے کی کوشش نہیں کی اور اگر کوئی آیا بھی تو آپ اس پر قہر بن کر ٹوٹ پڑے لہٰذا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بھادر ہیں .

اسلام کے پہلا خلیفہ

از: محمد اشرف عطاری

پہلا خلیفہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام کے مشورے سے آپ کو جانشین رسول مقرر کیا گیا۔ آپ کی تقرری امت مسلمہ کا پہلا اجماع کہلاتی ہے۔ بار خلافت سنبھالنے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے سامنے پہلا خطبہ دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: میں آپ لوگوں پر خلیفہ بنایا گیا ہوں حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ میں آپ سب سے بہتر ہوں۔ اس ذات پاک کی قسم ! جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں نے یہ منصب و امارت اپنی رغبت اور خواہش سے نہیں لیا، نہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی دوسرے کے بجائے یہ منصب مجھے ملے، نہ کبھی میں نے اللہ رب العزت سے اس کے لئے دعا کی اور نہ ہی میرے دل میں کبھی اس (منصب) کے لئے حرص پیدا ہوئی۔ میں نے تو اس کو بادل نخواستہ اس لئے قبول کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں میں اختلاف اور عرب میں فتنہ ارتداد برپا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ میرے لئے اس منصب میں کوئی راحت نہیں بلکہ یہ ایک بار عظیم ہے جو مجھ پر ڈال دیا گیا ہے۔ جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں سوائے اس کے اللہ میری مدد فرمائے۔ اب اگر میں صحیح راہ پر چلوں تو آپ سب میری مدد کیجئے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو میری اصلاح کیجئے۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت، تمہارے درمیان جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دلواؤں۔ اور جو تم میں قوی ہے وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی قوم نے فی سبیل اللہ جہاد کو فراموش کر دیا ہو اور پھر اللہ نے اس پر ذلت مسلط نہ کی ہو، اور نہ ہی کبھی ایسا ہوا کہ کسی قوم میں فحاشی کا غلبہ ہوا ہو اور اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا نہ کرے۔ میری اس وقت تک اطاعت کرنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی راہ پر چلوں اور اگر میں اس سے روگردانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ (طبری۔ ابن ہشام)

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قبولِ اسلام سے پہلے نہ صرف کامیاب تاجر تھے بلکہ اپنے عمدہ اَخلاق اور حسنِ معاشرت کی وجہ سے اپنی قوم میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے، دیگر سردار مختلف اُمور میں آپ سے مشورے بھی کیا کرتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر، ج30، ص36، ملخصًا)

16یا18سال کی عمر میں رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ بابرکت سے فیض یاب ہوئے، جب حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوت فرمایا توفوراًنورِ ایمان سے اپنے سینے کو منور کرلیا، اس وقت آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر38سال تھی۔

(فیضانِ صدیق اکبر، ص:40ملخصًا)

کمالات وفضائل

آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ انبیاومرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد تمام مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔(آزاد) مردوں میں سب سے پہلے ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے۔(ترمذی،ج5، ص411، حدیث:3755)رحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں 17نمازیں پڑھانے کا شرف بھی حاصل کیا، آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ہی نے سب سے پہلے قرآن شریف کو جمع کیا۔(عمدۃ القاری،ج13، ص534، تحت الحدیث:4986) آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ خود بھی صحابی، والد بھی صحابی، بیٹے، بیٹیاں، پوتے اور نواسے بھی شرفِ صحابیت سے سرفراز ہوئے۔(تاریخ ابن عساکر، ج30، ص19) یہ ایسے اِعزازات ہیں جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے۔

اَخلاقِ کریمہ: آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ ذہانت وفطانت، علم وحکمت، نورِ فراست، سنجیدگی ومتانت، قناعت و شجاعت اور صداقت میں بے مثال تھے۔ عشقِ رسول، خوفِ خدا، تقویٰ وپرہیزگاری، جاں نثاری، ایثار وقربانی اور پارسائی میں اپنی مثال آپ تھے۔ سادگی، عاجزی، بُردباری، ایمانداری، نرم رَوی، رحم دلی، فیاضی اور غریب پروری آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے اَخلاقِ حَسَنہ کا ایک حصہ ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ مصیبت زَدوں کی غم خواری کرتے، پریشان حالوں کی دادرَسی کرتے، بیماروں کی عیادت کرتے، کسی کا انتقال ہوجانے پر اس کے گھر والوں سے تعزیت کرتے، ذاتی رقم ادا کرکے نَو مسلم (نئے مسلمان ہونے والے) غلاموں کو ان کے ظالم آقاؤں سے خرید کر آزاد کردیا کرتے تھے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ جب تلاوتِ قراٰن فرماتے تو آنسوؤں پر قابو نہ رکھ پاتے اور زاروقطار رونے لگ جاتے۔(شعب الایمان، ج1، ص493،

دور صدیق اکبر کے اہم واقعات

از: محمد کاشان رضا عطاری

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے صدیق اکبر کے دور میں کئی اہم واقعات پیش آئے:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت 632 عیسوی میں شروع ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد۔ انہوں نے اپنی زندگی امت کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

ان کے دور میں امت کو ردا کی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا جہاں کچھ قبائل نے اسلام کو ترک کر دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کن احکام صادر کیے اور ان کی قیادت میں امت مسلمہ نے اس بحران پر قابو پالیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امت کی صحت و سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے مختلف اقدامات کیے تھے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام کے اثر و رسوخ کی توسیع کی نگرانی کی۔ مسلم فوجوں نے شام، عراق، ایران اور مصر جیسے علاقوں کو فتح کیا، جس کے نتیجے میں اسلامی سلطنت کی حدود میں توسیع ہوئی۔

ان کے دور میں قرآن مجید کو ایک ہی کتاب میں مرتب کیا تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپا جو کہ قرآن مجید کو مکمل طور پر محفوظ کرنے کا ایک اہم قدم ہے۔

صدیق اکبر کی قیادت نے اسلام کی ابتدائی تاریخ کی تشکیل میں ایک اہم کردار ادا کیا، جس میں اسلامی تعلیمات کے استحکام، توسیع اور تحفظ پر توجہ دی گئی

صدیق اکبر کی خلافت انصاف، مساوات اور اخلاقی حکمرانی کے لیے ان کی غیر متزلزل وابستگی سے ممتاز تھی۔ اس کی قیادت نے صالح خلفاء کی روایت سے متاثر ہو کر کمیونٹی کی فلاح و بہبود کو ترجیح دی۔

انصاف صدیق اکبر کے دور کا سنگ بنیاد تھا۔ اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں انصاف اور غیر جانبداری پر زور دیا گیا، اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ قانون کی حکمرانی قائم رہے۔ اس کی عدالت تعصب کے بغیر انصاف کی فراہمی، مساوات کے لیے ایک معیار قائم کرنے کے لیے مشہور ہوئی۔

خلافت صدیق اکبر کے دور میں معاشی پالیسیوں میں فلاح و بہبود اور غربت کے خاتمے کو ترجیح دی گئی۔ وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے گئے، جس سے ایک زیادہ مساوی معاشرے میں حصہ ڈالا گیا۔ سماجی و اقتصادی انصاف ان کی خلافت کی پہچان بن گیا۔

تعلیم اور علم کی ترسیل کے لیے خلیفہ کی وابستگی نے اپنے دور کی فکری نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے سیکھنے کے مراکز قائم کیے، علماء کی سرپرستی کی، اور مختلف شعبوں میں علم کے حصول کی حوصلہ افزائی کی۔ اس روشن خیال نقطہ نظر نے سائنس، ادب اور فلسفے کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

سفارتی طور پر صدیق اکبر نے دانشمندی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کیا۔ وہ پڑوسی خطوں کے ساتھ تعمیری بات چیت، اتحاد کو فروغ دینے اور استحکام کو یقینی بنانے میں مصروف رہا۔ ان کی سفارت کاری نے پرامن بقائے باہمی اور تنازعات کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کو ترجیح دی۔

ذاتی دیانت اور تقویٰ صدیق اکبر کی قیادت کے لیے لازم و ملزوم تھے۔ اس کی عاجزی، ہمدردی، اور انصاف کے لیے لگن نے اسے اپنے ہم عصروں کی عزت اور تعریف حاصل کی۔ اس کے مثالی کردار نے اخلاقی کمپاس کے طور پر کام کیا، اخلاقی طرز عمل اور راستبازی کو متاثر کیا۔

سماجی انصاف کے معاملے میں صدیق اکبر نے اقلیتوں اور پسماندہ گروہوں کے حقوق کی حمایت کی۔ شمولیت کے لیے ان کی وابستگی نے سماجی ہم آہنگی اور ہم آہنگی میں اہم کردار ادا کیا، معاشرے کے متنوع طبقات کے درمیان اتحاد کو فروغ دیا۔

خلافت صدیق اکبر کی وراثت روشن خیال قیادت کے مینار کے طور پر قائم ہے۔ اس کی خلافت انصاف، ہمدردی اور اجتماعی بہبود کے وژن کے ساتھ حکومت کرنے کے خواہشمند لوگوں کے لیے ایک نمونے کے طور پر کام کرتی ہے۔ ان کی زندگی اور اصول حکمرانی کے لیے ایک لازوال رہنما پیش کرتے ہیں، جو ہمیں ہر دور میں نیک قیادت کے پائیدار اثرات کی یاد دلاتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم غیب پر یقین

از: عبد الصمد عطاری

اُم ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے کہ فرمایا:

نبی کریم ﷺ کو معراج میرے گھر میں ہوئی، رات وہاں آرام فرمایا، صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے اُم ہانی! آج رات مجھے بیت المقدس لے گئے، وہاں سے آسمانوں پر پہنچایا گیا، صبح سے پہلے واپس لے آئے۔

اُم ہانی فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میری درخواست ہے کہ اس عجیب بات کو منکروں کے سامنے پیش نہ فرمائیں، وہ یقین نہیں کریں گے اور آپ ﷺ کو جھوٹا کہیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس قصہ کو کسی سے پوشیدہ نہیں رکھوں گا۔

دوسرے ہی دن جب صبح ہوئی اور سورج اُفق سے طلوع ہوا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ نبی کریم ﷺ مسجد حرام تشریف لائے اور حجرہ میں غمگین وخستہ خاطر بیٹھ گئے کیونکہ قریش کی تکذیب اور کم ظرفوں کے اِستہزاء کا خدشہ تھا، اسی خیال میں تھے کہ ابو جہل لعین آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ سے اِستہزاء کے طور پر کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے اور عجیب وغریب معانی سے کوئی حقیقت حاصل ہوئی؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں آج میں نے ایک ایسا سفر کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا اور ایسی خبر لایا ہوں کہ آج تک کوئی نہیں لایا۔

اس نے کہا کہاں تک کا سفر کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس اور پھر وہاں سے آسمانوں کے طبقات تک گیا۔ اس نے کہا آج رات گئے اور صبح مکہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ کہنے لگا ایسی بات کو قوم کے سامنے بیان کریں گے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں ابو جہل چیخ اٹھا اے گروہ بنی کعب اور اے بنی لُوی، لوگ ارد گرد جمع ہو گئے۔

ابو جہل نے کہا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کچھ مجھ سے کہا ہے ان لوگوں کے سامنے بھی بیان کیجئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات مجھے بیت المقدس لے گئے، پھر وہاں سے آسمانوں پر لے گئے۔ حاضرین حیران رہ گئے اور دست تاسف ملنے لگے، بعض اس کام میں لغو کرنے لگے کیونکہ ان کی ناقص عقلوں میں یہ بات ناممکنات میں سے تھی۔ انہوں نے اسے اس قدر بعید از عقل سمجھا کہ کمزور ایمان مسلمانوں کی ایک جماعت مرتد ہو گئی۔ والعیاذ باللہ من ذلک،

ابو جہل منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ اپنے ساتھی کے پاس چلیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ وہ کیا کہتا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

ابو جہل نے کہا کہتے ہیں کہ رات مجھے بیت المقدس میں لے گئے حالانکہ رات وہ قوم میں تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ بات آپ ﷺ نے فرمائی ہے؟ ابو جہل نے کہا ہاں.

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی تعجب کی بات نہیں، میں آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں، اگر آپ ﷺ فرمائیں کہ میں ساتوں آسمانوں سے بھی آگے نکل گیا اور واپس آگیا تو بھی میں آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں۔

ابو جہل نے کہا: میں نے کسی ساتھی کو اپنے ساتھی کی اس طرح تصدیق کرنے والا نہیں دیکھا جیسا آپ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ خود بھی یہی دعوی کرتے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا ہے

کہ مجھے رات آسمانوں پر لے جایا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے یا نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا ہے. ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا،

پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیسے ہوا؟

آپ ﷺ نے شروع سے آخر تک بیان فرمایا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی ہر بات ختم کرنے پر کہتے، آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تم میری ہر بات کی تصدیق کرتے ہو۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا

یارسول اللہ ﷺ کیسے تصدیق نہ کروں؟

وہ خدا جس نے جبرائیل (علیہ السلام) کو ہزار مرتبہ نیچے اتارا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی زمین سے آسمانوں پر لے جا سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ثابت اور مقرر ہو گیا کہ سب سے پہلے جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے معراج کی تصدیق کی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے

کہتے ہیں کہ اس روز آپ صدیق کے لقب سے مُلقب یعنی (لقب دیا گیا) ہوئے۔

آیت مبارکہ

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ (سورت آیت نمبر 33)

اور سب سے پہلے جس شخص نے جھٹلایا اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کی ابو جہل تھا۔ اس کے متعلق آیت مبارکہ نازل ہوئی:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَہٗ ؕ

(سورت الزُمر آیت نمبر 32)

پس جو شخص معراج کی تصدیق کرتا ہے وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیروکار ہے

اور جو شخص انکار کرتا ہے وہ ابو جہل کی اولاد ہے۔